www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مسز ثریا علوی

غیر مسلم اقوام سے مشابہت
کی ممانعت کیوں؟

ہر قوم کے کچھ مخصوص عادات و اطوار ہوتے ہیں جو اسے دیگر قوموں یا گروہوں سے ممتاز کرتے ہیں۔ یہ امتیازی اطوار زبان، لباس، وضع قطع، طرزِ معاشرت اور شانِ تمدن پر مشتمل ہیں۔ چونکہ ہر قوم کے فلسفہ زندگی کے متعلق نظریات الگ الگ ہوتے ہیں اس لئے ان نظریات کی بنیاد پر جو تہذیب و تمدن پروان چڑھتا ہے وہ اسے دیگر قوموں اور نسلوں سے ممتاز کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قوم کا آدمی اپنی ظاہری وضع قطع اور لباس کی ہیئت سے پہچانا جاسکتا ہے۔ شرٹ پتلون، ہیٹ پہنے اور ٹائی باندھے جو شخص نظر آئے، آپ اسے دیکھ کر فوراً سمجھ جائیں گے کہ یہ مغرب زدہ ہے۔ کیس اور کڑا پہنے، ہاتھ میں کرپان پکڑے، سر اور داڑھی کے لمبے لمبے بے ترتیب پراگندہ بالوں والے آدمی کو دیکھ کر یہ اندازہ کرنا چنداں مشکل نہیں کہ یہ "سکھ" جارہا ہے۔ اسی طرح زنار باندھے ہوئے شخص کو ہم بلا تامل ہندو کہہ سکتے ہیں۔

فطرتاً ہر قوم اپنی انفرادیت قائم رکھنا چاہتی ہے جس کے اظہار کا یہ طریقہ ہے کہ آدمی اپنی قوم کے لباس اور طرزِ تمدن پر سختی سے قائم رہتا ہے اور سختی سے قائم رہنے ہی کو سرمایۂ افتخار سمجھا جاتا ہے۔ وہ اپنی ان قومی روایات کو دل و جان سے عزیز سمجھتا ہے اور ان پر فخر کرتا ہے۔ اپنی قومی غیرت و حمیت کو برقرار رکھنے غیر قوم یا غیر ملک کا لباس اور طریق بود و ماند اپنانے سے سخت گریز کرتا ہے۔ جب تک قومی شعور اور اَنا بیدار رہتی ہے تب تک یہی کیفیت برقرار رہتی ہے۔ کیونکہ فیشن اور لباس کی تبدیلی ہمیشہ افکار و نظریات اور کردار میں تبدیلی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

اگر کوئی شخص اپنا لباس اور اپنا تمدن چھوڑ کر کسی دوسری قوم کے افراد کی نقالی کرنے لگے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تو اس کے اخلاقی طور پر دیوالیہ ہونے میں کوئی کسر نہیں سمجھی جاتی کیونکہ جو شخص دوسروں کا اثر قبول کرکے انہی کے رنگ میں رنگا جائے۔ لامحالہ اس کے اندر تلون اور انفعال (یعنی دوسروں کا اثر قبول کرنا) ہوگا اور وہ اس اخلاقی قوت سے محروم ہوگا جس کے ذریعہ وہ اپنے ارادہ اور اپنی خواہش کا آپ مالک ہو اور اپنی وضع قطع اپنی مرضی کے مطابق اختیار کرے اور اگر یہ مرض وسیع پیمانے پر پھیل کر پوری قوم میں جڑ پکڑ جائے تو پھر سمجھ لیں کہ وہ ساری قوم ہی ایک طرف اخلاقی کمزوری و انحطاط کا شکار ہوگئی ہے اور دوسری طرف اپنی روایات اور اپنے ماضی (خواہ وہ کیسا ہی درخشاں ہو) سے کٹ چکی ہے۔

نقالی کا مرض دراصل کسی قوم میں اس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ کسی دوسری قوم سے علمی، نظریاتی یا جسمانی طور پر مفتوح و مغلوب ہوجائے۔ یہ مفتوح قوم اپنی نظروں میں خود ذلیل و حقیر ہوجاتی ہے وہ غیر شعوری طور پر اپنی چال ڈھال، بول چال، اپنی روایات اور اپنے تمدن کو اس مغلوبیت اور محرومی کا سبب گردانے لگتی ہے۔ اس کے برعکس اپنے فاتحین کی زبان، لباس اور طرزِ معاش کو ان کی کامیابی کا سبب سمجھنے لگتی ہے۔ اس لئے وہ اپنی اور ان کی نظروں میں عزت و فخر حاصل کرنے کے لئے ان کی نقالی شروع کردیتی ہے۔ اور اپنے آقاؤں کی اس بلا تامل نقل میں شرم کے بجائے فخر محسوس کرتی ہے۔ اس کی واضح ترین مثال وہ لکھوکھا اینگلو انڈین باشندے ہیں جو کبھی انگلستان نہ گئے ہوں گے، مگر اپنے انداز و اطوار، بول چال اور حرکات و سکنات میں انگریز بنے پھرتے ہیں اس کے برعکس ڈھائی تین سو برس ہندوستان میں رہ بس کر کے باوجود کوئی انگریز بھی دھوتی یا کوئی ہندوستانی لباس پہنے نظر آنا مشکل ہے۔

دراصل دوسری قوموں کی نقالی اپنا قومی تشخص ختم کردیتی ہے اپنی روایات سے رشتہ منقطع کردیتی ہے اور پوری قوم اخلاقی اعتبار سے انحطاط کو پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح خالق نے اپنی ہمہ قسم مخلوق میں دَو دَو صنفوں کو پیدا فرمایا اور ان دونوں کے لئے زندگی میں کام کرنے کے الگ الگ دائرہ کار متعین کردیئے اور ان وظائف کی ادائیگی کے لئے صفات بھی مختلف ودیعت کی ہیں۔ چنانچہ ہمارا دین ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ اس فطرتی تقسیم کو خلط ملط ہونے سے بچاتے ہوئے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مردو زن دونوں کو اپنے اپنے اوصاف و خصائل کی بناء پر اپنے دائرہ عمل میں کام کا موقع دیں۔ اس طرح دونوں اصناف میں جو ظاہری و باطنی اوصاف ان کی تقسیم کے پیش نظر موجود ہیں ان کو بھی ملحوظ رکھیں اور دونوں باہم مشابہت سے اجتناب کریں۔

آیئے ہم ذرا اپنی شمع ہدایت یعنی قرآن کو کھول کر دیکھیں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور اللہ نے مرد اور عورت کا جوڑا پیدا کردیا" (سورہ نجم: ۴۵)

دوسرے مقام پر فرمایا:

"اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا پھر تمہاری قومیں اور قبیلے بنادیئے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو" (الحجرات: ۲)

گویا پوری نسلِ انسانی حضرت آدمؑ کی اولاد ہونے کے باوجود دو قسم کے امتیازوں میں منقسم ہے۔

(۱) جنس کا امتیاز یعنی مرد و عورت

(۲) قوموں، نسلوں اور قبیلوں کا امتیاز

جنس کا امتیاز تو نفسیاتی و منفی کشش کی خاطر رکھا گیا ہے۔ مرد کی ذمہ داریاں الگ ہیں اور عورت کا دائرہ کار جُدا۔ پھر ان میں باہم ایک دوسرے کے لئے کشش بھی ہے تاکہ دونوں مِل جُل کر اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کریں اور افزائشِ نسل کے ساتھ ساتھ تہذیب و تمدن کو بھی پروان چڑھائیں۔

عورت کو جو نسوانی لطافت اور زنانہ اوصاف دیئے گئے ہیں وہ انہی کو برقرار رکھ کر اپنی ذمہ داریاں صحیح طور پر ادا کرسکتی ہے۔ اور مرد کو جو مردانہ جوہر اور بہادری و شجاعت عطا کی گئی ہے وہ اسی کو برقرار رکھ کر حصولِ معاش، نظمِ مملکت اور دفاعِ وطن جیسے اہم اور مُشکل ترین کام سرانجام دے سکتا ہے۔ اگر عورت اور مرد کے یہ امتیازات برقرار نہ رکھے جائیں تو معاشرہ تخریب کاری اور توڑ پھوڑ کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے لہٰذا تہذیب و تمدن کی صحیح اُٹھان کے لئے ان دونوں امتیازوں کی حفاظت بڑی ضروری ہے۔ اسی بناء پر محسنِ انسانیت نبی ﷺ نے فرمایا:

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال

"یعنی اللہ تعالی نے ملعون قرار دیا ان مردوں کو، جو عورتوں کے مشابہ بنیں اور ان عورتوں کو، جو مردوں کے مشابہ بنیں" (رواہ البخاری)

یہاں مشابہت سے مراد لباس، طریقِ آرائش و زیبائش ہے مثلاً مردوں کا لباس الگ اور عورتوں کا الگ۔ مردوں کے لئے سفید رنگ کے کپڑے پسند کئے گئے ہیں انہیں ریشم اور سونا پہننے سے منع کر دیا گیا ہے۔ اس کے برعکس عورتیں شوخ، بھڑکیلے اور رنگ دار کپڑے پہن سکتی ہیں۔ سونے چاندی کے یا ملمع شدہ زیورات پہن سکتی ہیں۔ نسوانی چال دھیمے پن اور نزاکت کا مظہر ہوتی ہے جبکہ مردانہ چال میں وجاہت اور وقار ہوتا ہے۔

مشابہت سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مرد و زن میں جو نفسیاتی و صنفی کشش رکھی ہے یہ مشابہت اس کو آہستہ آہستہ کم کرتی اور بالاخر مٹا کر رکھ دیتی ہے۔ ثانیاً مرد عیش و عشرت میں پڑ کر نکمے، کمزور اور بزدل ہو جاتے ہیں وہ نظمِ مملکت اور دفاعِ وطن جیسے باہمت کام سرانجام دینے کے قابل نہیں رہتے۔

دوسرا امتیاز قوموں، نسلوں اور قبیلوں کا ہے۔ آدمؑ کی ساری اولاد ایک خاندان تو بن کر نہیں رہ سکتی تھی۔ مختلف جغرافیائی خطوں میں رہنے سے ان کی زبان، لب و لہجہ، رنگ برادری اور طریقِ معاشرت میں فرق پیدا ہوا۔ ہر حلقہ اپنے قریب کے لوگوں سے مل کر ایک قوم بنا اور چند مشترک خصوصیات ان میں سے ہر ایک کے مزاج میں رچ بس جانے سے وہ ایک قوم کہلائے اور اپنے سے دور رہنے والے لوگوں کو دوسری الگ قوم قرار دیا۔ یہ امتیاز اسی لئے رکھا گیا ہے کہ تمدنی ضروریات پوری کرنے کے لئے اپنی قوم سے باہر ایسے اجتماعی دائرے اور حلقے ہوں جن کے ساتھ آسانی سے علم و فن، تجارت اور صنعت و حرفت کا لین دین ہو سکے اور یہ اسی طرح

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ممکن ہے کہ ہر قوم اور ہر گروہ کے امتیازی اوصاف ہوں۔ جس کے ذریعے ایک قوم کے لوگ دوسری قوم کے لوگوں کو پہچان سکیں۔ ایک دوسرے کو سمجھ سکیں اور ہر حلقہ کے آدمی میں فرق کر سکیں۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے امتیازی اوصاف زبان، لباس اور طرزِ تمدن وغیرہ ہی ہو سکتے ہیں۔ پس یہ فطرت کا عین تقاضا ہے کہ قوم کے اوصاف کو خلط ملط ہونے یا کلی طور پر مٹ جانے سے بچا کر حتی المقدور ان کو محفوظ رکھا جائے۔

اس سلسلے میں بھی اسلام کی حکمتِ عملی کو نبی ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

من تشبّہ بقوم فھو منھم

"یعنی جو کسی قوم کی مشابہت کرے گا وہ انہی میں سے شمار ہوگا"

پھر فرمایا......خالفوا الیھود والنصاری

کہ یہود و نصاریٰ کے طریق سے اختلاف کرو۔

ایسے فرامین سے آپؐ کا منشا یہ تھا کہ مسلمان، مسلمان کو دیکھ کر پہچان سکے اور اس کے ساتھ مسلمان کا سا معاملہ کر سکے۔ اگر کوئی مسلمان کسی غیر قوم کے مشابہ بن کر رہے گا تو وہ از روئے قانون اسی طرح کا فرد سمجھا جائے گا اور اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو اس قوم کے دوسرے افراد کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

اسی طرح اس دینی حکم میں مزید بڑی حکمتیں بھی پوشیدہ ہیں۔ اگر احادیث کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت بخوبی آشکار ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بڑی سختی سے کسی قوم کی مشابہت کو ممنوع قرار دیا ہے اور مسلمان قوم کو اس امر کی قطعاً اجازت نہیں دی کہ کمتر درجے میں بھی غیر مسلموں سے مشابہت اختیار کریں۔ اگر اس ممانعت اور حرمت کی گہرائی میں جایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر شدت سے منع کرنے کی دیگر وجوہات میں سے ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ اولین یہ مشابہت، بعد ازاں بڑے بڑے گناہوں کا پیش خیمہ بھی بن سکتی ہے۔ کیونکہ جب غیر مسلموں کے اطوار اپنا لئے جائیں اور ان کے طرزِ زندگی کو اپنے اوپر لاگو کر لیا جائے ان کی عادات و خصائل معاشرے میں ترویج پا جائیں تو اس کے نتیجے میں جہاں ان سے ظاہری یکسانیت پیدا ہوگی

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

وہاں ان کے افکار و نظریات سے بھی درجہ بدرجہ ہم آہنگی ہوتی چلی جائے گی اور اسی طرح ان سے دلوں کا باہمی قُرب اور ذہنی ربط پیدا ہوتا چلا جائے گا۔ مزاج ان کی عادات سے مانوس اور اَطوار ان کے رنگ میں رنگتے جائیں گے۔ حتیٰ کہ ان کے ساتھ معاشرتی و سماجی سطح پر میل جول بڑھے گا جس کا لازمی نتیجہ یہ بھی نکل سکتا ہے کہ بالآخر مسلمان اپنے دین سے برگشتہ ہو جائیں، ان کے طرزِ زندگی کو اُوپرانہ سمجھیں اور ان کے لئے کسی درجہ میں یہ امر بھی ممکن ہو جائے کہ ان کے عقائد و نظریات مسلمان اختیار کرلیں اور اپنے اللہ پر ایمان و ایقان کی صفات سے بھی یکسر ہاتھ دھو بیٹھیں چنانچہ اس نہی سے حفاظتِ دین بھی مقصود ہے۔

حضرت عمرؓ اپنے تمام گورنروں کو حکم دیتے تھے کہ وہ غیر مسلم باشندوں کو اہل عرب کے لباس اور وضع قطع اختیار کرنے سے روکیں۔ بلکہ بعض اوقات غیر مسلموں سے صلح نامہ طے کرتے وقت معاہدہ میں ایک یہ "دفعہ" بھی شامل ہوتی تھی کہ تم ہمارے لباس نہ پہننا۔ مبادا ان میں مسلمانوں کو فاتح اور اپنے آپ کو محکوم سمجھ کر غلامانہ خصائل اور محکومانہ صفات والا نفسیاتی مرض نہ پیدا ہو جائے بلکہ معاہد قوم ہونے کے باوجود آزادیٔ رائے اور حریتِ نفس کے مجسم نمونے ہوں۔

اب ہم اپنے ملک کے موجودہ رحجان یعنی قلمیں رکھنے اور گدی کے بال بڑھانے کے رحجان پر تبصرہ کرتے ہیں، یعنی وہ رحجان جسے "ہپی ازم" کا نام دیا گیا ہے۔

یورپی اقوام کی علمی و سائنسی برتری اور اسلحہ و ٹیکنالوجی کی فوقیت سے مشرقی اقوام ذہنی طور پر یورپ سے بے حد مرعوب ہیں۔ اسی مرعوبیت کا نتیجہ ہے کہ وہ اپنا تہذیب و تمدن چھوڑ کر یورپی تہذیب و ثقافت کی دل و جان سے گرویدہ ہو چکی ہیں۔ مقامِ افسوس ہے، ہر اسلامی ملک کا جدید تعلیم یافتہ طبقہ اور برسراقتدار گروہ شاندار ماضی کا حامل ہونے کے باوجود ان مادہ پرست مغربی نظریات سے شکست کھا چکا ہے۔ اب وہ اپنی اور ملکی زندگی کے مفادات حاصل کرنے کے لئے ان کی تقلید کو ضروری سمجھتا ہے چنانچہ ان کی اندھی تقلید میں خود اعتمادی سے ہاتھ دھو کر انہوں نے مغربی آداب، مغربی افکار اور مغربی معاشرت کو بلا کم و کاست اپنا لیا ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اب مسلم اقوام میں بھی پردہ کی جگہ مرد و زن کے آزادانہ اختلاط نے لے لی ہے اور عورتیں ہر شعبہ زندگی میں مردوں کے دوش بدوش بلاقید حجاب کام کرتی نظر آتی ہیں جس سے مغرب کی طرح یہاں ہماری خانگی زندگی بھی درہم برہم ہو کر گوناگوں پیچیدہ مسائل میں اُلجھ گئی ہے۔

ملت کے بہی خواہوں نے بروقت قوم کو متنبہ کیا کہ یہ مغربی تہذیب اپنے افکار، اپنی اساس، اپنی اخلاقی اقدار اور اپنے نظام، غرض ہر لحاظ سے اسلامی تہذیب کی عین ضد ہے۔ اسے اپنا کر ایمان و اسلام سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ حکیمِ امت علامہ اقبال نے برملا اس تہذیب کے کھوکھلے پن کو یوں آشکارا کیا ہے۔۔

دیارِ مغرب کے رہنے والو! خدا کی بستی دکان نہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو وہ اب زرِ کم عیار ہوگا!
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا!

چنانچہ بہت ہی قلیل عرصہ میں اس تہذیب کا کھوکھلا پن اور ناپائیداری آشکارا ہوگئی۔ ادھر مادی تہذیب اپنے برگ و بار سمیت انتہا کو پہنچی اور ہر قسم کا دنیوی عیش و آرام میسر ہوا، ادھر اسی رفتار سے قلبی سکون اور ذہنی چین رخصت ہونے لگا۔ آج پوری یورپی دنیا اس ذہنی انتشار کا شکار ہو چکی ہے۔ امریکہ میں اس ذہنی انتشار پر قابو پانے کے لئے چند مَن چلوں نے رند مست کی پالیسی اختیار کی۔ وہ بھنگ، چرس، اور دیگر منشیات کے استعمال سے ہمہ وقت مست رہنے لگے۔ ہر قسم کی اخلاقی قیود سے عاری ہوگئے۔ وہ وحشیوں کی طرح گندے میلے کپڑے پہن کر، بے سلیقہ و پراگندہ بال بنا اور ناخن بڑھا کر ساری دنیا کا چکر لگانے لگے۔ ہر جگہ سے اپنی معاش کے لئے مست ملنگ بن کر مانگتے پھرے۔ ان کا متنہائے زندگی مسرت و خوشی کا حصول تھا، اس لئے انہوں نے دنیاوی مسائل کا سامنا کیا نہ ان کے لئے کسی قسم کی دماغ سوزی کی۔ وہ گویا ہر وقت مست رہنے سے ہی سکون و چین سے ہمکنار ہو سکتے تھے۔ یہ لوگ ہپی کہلاتے ہیں۔ ہپیوں کی اس فوج ظفرِ موج نے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

وحشیت کے عالم میں پوری دنیا کا چکر لگایا۔ ان کی اس تحریک کو ہپی ازم کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

غرض آپ ہپی میں اور افریقہ کے قدیم وحشی میں کوئی فرق نہ کر سکیں گے۔

ہمارے مغرب زدہ نوجوانوں کا جذبہ نقالی بڑا طاقتور اور زبردست ہے۔ انہیں اتنی فرصت ہی کہاں تھی کہ وہ اس تحریک پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے اس کے مضمرات اور اسباب و نتائج پر غور کرتے۔ انہوں نے ہمیشہ کی طرح اب بھی اپنے ان "روشن خیال آقاؤں" کی پیروی میں ہی عافیت سمجھی، چنانچہ دینِ حق کی اس وارث مسلم قوم کے لڑکوں اور لڑکیوں نے بیل باٹم پہن لئے۔ اپنے ناخن بڑھا لئے۔ لپ اسٹک لگائے، چوڑیاں پہنے، ناخنوں پر نیل پالش لگائے اور شوخ رنگ کے سوٹ پہن کر باہر نکل آئے۔ سر کے بال عورتوں کی طرح بڑھانے شروع کر دیئے۔ کلین شیو تو پہلے سے وہ تھے ہی اور مونچھیں بھی لمبی رکھتے تھے اب اس کے ساتھ ساتھ لمبی لمبی قلمیں بھی رکھنی شروع کر دیں۔ اب ہمارے ہاں یہ رجحان اتنا عام ہو چلا ہے کہ سارا نوجوان طبقہ جدت پسندی اور فیشن کی آڑ میں اس کی لپیٹ میں آچکا ہے اور اب دور بلکہ نزدیک سے بھی دیکھ کر یہ پہچاننا مشکل ہو گیا ہے کہ سامنے سے لڑکا جا رہا ہے یا لڑکی۔ بقول اکبر الہ آبادی مرحوم۔

مذکر کے لئے "ہی" ہے مونث کے لئے "شی" ہے
مگر حضرت مخنث ہیں نہ ہیوں میں نہ شیوں میں

اس ضمن میں چند ایک لطائف کا بھی ذکر کر دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کیونکہ لطائف، ضرب الامثال وغیرہ بھی دراصل معاشرتی سوچ کے آئینہ دار ہوتے ہیں اس سے بخوبی اندازہ ہو سکے گا کہ ہماری قوم آج کس نہج پر پہنچ رہی ہے۔

"جناب سامنے جو لڑکی کھڑی ہے شاید آپ کے ہمراہ ہے"

"اجی معاف کیجئے یہ لڑکی نہیں، بلکہ لڑکا ہے"

"کیا آپ اس کے والد ہیں؟"

"معاف کیجئے میں اس کا والد نہیں بلکہ والدہ ہوں"

اسی ایک اور لطیفہ کچھ یوں ہے:

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ایک باریش آدمی (ایک ہپی کو مخاطب کرکے) یہ تم پیچھے کی طرف بال اتنے کیوں بڑھا رہے ہو؟

ہپی: جی اس سے کیا فرق پڑتا ہے آپ نے آگے کی طرف بڑھا لئے تو ہم نے پیچھے کی طرف،

باریش بزرگ: فرق تو بہت ہے آگے (چہرے) کی طرف والے بال (ڈاڑھی) تو مرد بڑھاتے ہیں اور پیچھے کی طرف (چوٹی کے) عورتیں بڑھاتی ہیں۔

فطرت نے مرد کو عورت سے ممتاز کرنے کے لئے (من جملہ دیگر امتیازات کے) داڑھی عطا کی تھی۔ اس لئے اس داڑھی کو صفا چٹ کرکے اس کی جگہ گدی کے بال بڑھانا اور قلمیں رکھنا نفسیاتی طور پر بڑا معیوب لگتا ہے اور خلافِ فطرت بھی ہے۔

علامہ اقبال نے خدا جانے کس موقع پر یہ شعر کہا تھا۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہوجائے گی

لیکن ہمیں تو ہپیوں کو دیکھ کر بے اختیار یہ شعر یاد آیا ہے۔ ہاں جی ہمیں بڑی حیرت ہے کہ ایک وہ وقت تھا کہ لڑکیاں بڑی حسرت سے کہتی تھیں کہ "کاش ہم لڑکے ہوتے" اور آج یہ وقت ہے کہ لڑکے یہ حسرت بھرا جملہ "کاش ہم لڑکیاں ہوتیں" اگرچہ زبان سے کہتے تو نہیں سُنے گئے مگر انہوں نے بنظرِ ظاہر لڑکیاں بن کر ضرور دکھا دیا ہے۔ ہم تو یہی سمجھتے تھے کہ مرد کو مردانہ وقار اور رعب ودبدبہ کے ساتھ مردانہ چال چلنی چاہیے۔ مرد کے چہرے پر ڈاڑھی کیا خوب جچتی ہے اور پھر سر پر ٹوپی یا عمامہ کیا عجیب بہار دکھلاتی ہے!

پھر سفید رنگ کا لباس مرد کے جسم پر کتنا خوبصورت لگتا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مردانہ وقار و وجاہت کی روایت آج بدل گئی ہے۔ خوب زمانہ آیا کہ نوجوان نت نئے فیشنوں کے شوق میں اونچی ایڑھی کی جوتی پہن کر نسوانی چال چلتے ہوئے اپنے ذوقِ فیشن کی تسکین کرتے ہیں۔ شو

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

رنگ کے سوٹ زیب تن کیئے ہونٹوں پر رنگ برنگ کی لپ اسٹک جمائے۔ چہرے پر کریم و غازہ کا میک اپ کرکے، ہاتھوں میں چوڑیاں پہنے، ناخنوں پر نیل پالش لگائے، بڑے ٹھاٹھ کے ساتھ میاں صاحبزادے پڑھنے کے لئے تشریف لے جارہے ہیں۔ اور بعض جدت پسند لمبے لمبے بال خرید کر چوٹیاں بھی لگانے لگے ہیں۔

علامہ اقبال مرحوم کی دوربین نظر نے شاید پہلے ہی سے اس فیشن کو دیکھ لیا تھا۔

شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہوگئے
وعظ میں فرمادیا کل آپ نے یہ صاف صاف
پردہ آخر کس سے ہے جب مرد ہی زن ہوگئے

پہلے تو لڑکیاں برقع یا چادر وغیرہ اوڑھتی تھیں اور مردانی وضع قطع سے پہچانے جاتے تھے لیکن اب آپ ہی بتائیں کہ ہم کیسے دونوں جنسوں کی تمیز کریں۔ ایک نے پردہ یک قلم موقوف کردیا اور مردوں سے بھی چست لباس پہن لیا۔ دوسروں نے سونے پر سہاگہ والا یہ کام کیا کہ ساری زنانہ وضع قطع اور چال ڈھال اپنالی، دوپٹہ نہ لڑکیوں کے سر پر رہا نہ لڑکوں کے۔ قصہ ختم یہ صنف مخنث اب بازاروں میں گھومتی پھرتی نظر آتی ہے۔ کئی ایسے واقعات بھی سننے میں آئے ہیں کہ کچھ لڑکے کسی راہ چلتی لڑکی کے پیچھے بھاگتے رہے لیکن جب جائے مقصود پر پہنچے تو پتہ چلا کہ "وہ" بھی انہی کی جنس سے ہے (یعنی لڑکا) اور اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

البتہ اس روایت کا ایک فائدہ عاشق اور معشوق کو ضرور پہنچا ہے کہ بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ اب بیشک برسرِعام انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر چلیں نہ کسی کو شبہ ہوگا اور نہ ہی کسی بدنامی کا ڈر ہوگا۔

پوری تہذیب اپنے پہلو میں عیاشی اور عریانی کا ایک طوفان سمیٹے ہوئے ہے۔ نفس کی بے لگام آزادی اس کا منتہائے مقصود ہے اس لئے مشرق کے مغرب زدہ لوگوں میں بھی یہ صفات پیدا ہونی ضروری ہیں۔ ادھر ہمارے ملک کا بااقتدار طبقہ گویا عریانی و فحاشی پھیلانے کے لئے منظم و جامع

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ تمام ذرائع ابلاغ، ریڈیو، ٹیلیویژن، اور لٹریچر سب مل کر جنسی اشتعال، بے ہودہ نغموں، اخلاقی بے راہ روی اور گھناؤنے جرائم کی ترغیب پر گامزن ہیں۔

سینما اور ٹیلیویژن کے ذریعے نوجوان جرائم کرنے کے طریقے سیکھتے ہیں۔ یہ ہی جو دن کو کسی تعلیمی ادارے کے طلباء ہوتے ہیں۔ رات کو یہی طلباء فلم میں دیکھی ہوئی واردات کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ پستولیں ہاتھ میں لئے ہوئے کسی کے گھر میں ڈاکہ ڈالا، کسی راہ گیر سے نقدی چھینی، نوجوان لڑکیوں کی آبروریزی کی یا انہیں اغواء کرنے کی مشق بہم پہنچائی۔ ستم یہ ہے کہ یہ لوگ مذاق ہی مذاق میں اپنے والدین کو قتل کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ ان کے نزدیک یہ سب کچھ تفریح ہے۔ مذاق ہے، ریفریشمنٹ ہے۔ اور حال یہ ہے کہ آج ملک میں نہ کسی کا مال محفوظ ہے نہ جان اور نہ آبرو۔ ہر شریف آدمی ان تینوں چیزوں کو ہر وقت ہتھیلی پر رکھے ہوئے ہے۔ پستول دکھا کر بھرے پڑے گھر لوٹ کر لے جانا تو معمولی بات بن چکی ہے۔

بس ڈرائیور تو ان طلباء سے بھی دو ہاتھ بڑھ کر ہیں۔ ان کے نشہ میں مست ہو کر گاڑیاں اور بسیں چلانے سے بسا اوقات بہت سی قیمتی جانوں کا زیاں ہو جاتا ہے۔

آدمی کی شخصیت کا واضح اظہار اس کی ظاہری ہیئت اور اس کے طرزِ لباس سے ہوتا ہے کیونکہ وضع قطع اور ظاہری صورت بتا دیتی ہے کہ آدمی کس ذہن و کردار سے آراستہ ہے۔ یہ بھی (یعنی تعلیم یافتہ غنڈے) جو بظاہر وحشی نظر آتے ہیں اور دَورِ قدیم کی بربریت کی یادگار معلوم ہوتے ہیں باطن میں بھی یہ وحشی اور اُجڈ ہی بن چکے ہیں۔ علانیہ مغربی انداز میں غیر شائستہ حرکتیں کرتے نظر آتے ہیں صرف ہوس اور نفس کی آزادی مطلوب ہے۔ خواہ اس میں کسی ایک فرد کو نقصان پہنچے یا ایک گروہ کو اور خواہ پورے ملک کو ہی ان کی بلا سے۔

ایک طرف یورپی طلباء ہیں جو چھٹیوں میں غریبوں کے مکان تعمیر کرتے ہیں ان کی خاطر چندہ جمع کرتے ہیں ان کی فلاح و بہبود کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ نیز تعلیم بالغاں کے کورس مکمل کرواتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی پڑھائی کے سارے مصارف خود ہی ادا کرتے ہیں سب سے بڑی بات یہ کہ وہ لوگ وقت کے زبردست پابند اور بڑے محبِ وطن ہیں۔ خواہ کچھ ہو جائے وہ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ملک سے غداری کے مرتکب نہ ہوں گے۔ ادھر ہمارے مغرب زدہ طبقہ کو ان کے یہ اوصاف عالیہ تو اپیل نہیں کرسکے۔ اس کے برعکس ان کی اخلاقی بے راہروی اور جنسی آزادی ان کو بُری طرح بھائی ہے۔ بیشتر طلباء ایسے ہیں کہ تعلیمی مصارف کے نام پر والدین کی چمڑی اُدھیڑتے ہیں، ان کا خون چوستے ہیں اور اپنا سارا وقت بیہودہ اور ذلیل کاموں میں صرف کرتے ہیں۔

اپنے وقت کا دو تہائی حصہ اپنے لباس کی تراش خراش اور زلفوں کو سنوارنے میں صرف کرنے والے آوارہ غنڈوں سے کس خیرو بھلائی کی توقع رکھی جائے؟ ان کو پڑھائی کے لئے وقت کہاں سے ملے؟ شاید یہی وجہ ہے کہ تعلیمی اداروں میں آئے دن ہڑتالیں ہوتی رہتیں ہیں اور امتحانات ملتوی کرنے کا سلسلہ چلتا ہی رہتا ہے۔ پھر امتحانوں میں ناجائز ذرائع استعمال کرنے کی بھرمار ہوتی ہے اور ڈگریاں بزور شمشیروسفارش اور رشوت کے ذریعے حاصل کی جاتی ہیں۔ اور اس طرح دیندار غریب اور مُفلس لوگ ان ناجائز ذرائع کے استعمال کی استطاعت نہ رکھنے کی وجہ سے اپنے حق سے بھی مطلق محروم کردیئے جاتے ہیں۔

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی نہ رہ سکی عفیف

مسلمانوں کے لئے اسوۂ حیات مغرب کا ہی نوجوان نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی صورت میں ایسا نمونہ کامل عطا فرمایا کہ اس کے بعد اس سے بہتر کسی کی توقع بھی نہیں کی جاسکتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نبی اکرم ﷺ کے اخلاق کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے کہ یہی دین و دنیا میں ہماری کامیابی کی ضمانت ہے اور اسی پر چل کر کامیابی و کامرانی ہمارے قدم چوم سکتی ہے۔

واللہ الموفق والمستعان!

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ